OPEN ACCESS
Tadabbur-e-Uloom-e-Islamia Research Journal (TUIRJ)
www.tadabburjournal.com
Peer Reviewed Journal
ISSN (print):
ISSN (online):

Tadabbur-e-Uloom-e-Islamia (TUIRJ)
Volume:2, Issue: 1 January 2021

Psychological impacts of media on youth & its Solution

Published: 01-01-2021
Accepted: 10-10-2020
Received: 08-09-2020

Sara Javaid
(Visiting Lecturer) The Islamia University of ahawalpur
Email:sarajavaid4psychology@gmail.com

Abstract:

At present time the Muslim Ummah is going through a time of trial in every aspect. Muslim Ummah is in the grip of uncountable problems. It can be said that it is the toughest time after the era of Muslims climax. In the 21st century, Ummah is suffering from a challenge that is quite different from all of the intellectual challenges. It is the challenge that has been created by the modern technology that has already created major problems. One of these main issue is the growing psychological problems and moral disadvantages in the young generation, which is increasing every day. Distances from Islamic teachings, unnecessary and unhealthy use of Internet and community pressure are big reasons to increase psychological problems. The culture and intellectual disruption, regional dilemma, mutual hatred and distance, terrorism, suicide & fame of shameless culture in society are demanding a satisfactory solution of these problems to eliminate this unrest and anxiety. The development of science and technology has introduced a new world in the universe, whereas print, electronic and social media did not leave any difficulty in destroying our mentality in terms of cable, computer, internet and mobile. Our young generation, who already have a very little commitment to religion, is going to drift in the flood of wrong ways. Today after forgetting their destination our youth have become a symbol of serious psychological and moral issues. The great majority of our elders too is watching their generation's downfall as a quiet spectacle, but they do not have the solution and procurement of this problem. Therefore, it is necessary to find the solutions of youth's intellectual disruption and psychological problems through the teachings of Islam, as well as the guidance of psychological method of treatment. This is the welfare of humanity.

Keywords: Youth, Media, Psychological problems, Muslim Ummah, Islamic teaching.

تمہید

انسان کا تعلق خواہ کسی بھی دور سے ہو ہر زمانے میں انسان مختلف مسائل کا شکار رہا ہے۔ ہر دور کے انسان نے اپنی تہذیب، عقل وشعور اور مذہبی احکامات کے ذریعے اپنے مسائل حل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوانسان کو تخلیق کے بعد تنہا نہیں چھوڑا بلکہ اس کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے مقدس کتابیں بھی نازل فرمائیں اور انبیاء کرام بھی مبعوث فرمائے۔ یہ سلسلہ آدمؑ سے شروع ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مطہرہ پر ختم ہوا۔ انہوں نے تعلیمات اسلامی کو لازمی اور نجات دہندہ قرار دیا۔ دین حق کے مکمل ابلاغ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اصلاح وہدایت امت کا کام امت کے سپرد فرماگئے۔ زمانہ نبوت جیسے جیسے دور ہوتا گیا لوگوں کی دین اسلام کی تعلیمات سے عملی وابستگی کمزور پڑتی گئی لیکن داعیان اسلام نے اشاعت دین کی کوشش ہر دور میں جاری رکھیں۔ زمانے نے کئی کروٹیں لیں اور عروج وزوال کا سلسلہ جاری رہا۔ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد اسلامی معاشرے کی وہ صورت باقی نہ رہی جس کا تقاضا قرآن وسنت نے کیا ہے۔ آج ہماری معاشرت مغربی تہذیب وثقافت اور تفرقہ بازی کی دلدل میں اتر چکی ہے۔

پاکستان سمیت پورا عالم اسلام اس وقت میڈیا کی یلغار کی زد میں ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے کائنات میں ایک نئی دنیا متعارف کروادی ہے جہاں پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نے کیبل، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور موبائل کی صورت میں ہماری ذہنیت تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہماری نوجوان نسل جو پہلے ہی دین سے انتہائی کمزور وابستگی رکھتی ہے اس بے راہ روی کے سیلاب میں اندھا دھند بہتی چلی جارہی ہے۔ آج کا نوجوان اپنی منزل بھولنے کے بعد صرف آزادی فیشن، بے راہ روی اور ذہنی انتشار جیسے سنگین نفسیاتی واخلاق مسائل کی علامت بن کر رہ گیا ہے۔ ہمارے بڑوں کی عظیم اکثریت بھی اپنی نسل نو کی ڈوبتی اس ناؤ کو خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھ رہی ہے مگر ان کے پاس اس مسئلے کا حل اور تدارک موجود نہیں۔

عصر حاضر میں مسلم معاشرے کو درپیش مسائل میں اہم مسئلہ ذرائع ابلاغ ہیں۔ ذرائع ابلاغ سے پھیلنے والے مسائل کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ پہلے ابلاغ (Media) اور اس کی اقسام کا مختصر تعارف کروایا جائے۔

ذرائع ابلاغ

"ابلاغ" دراصل عربی لفظ ہے اور بلغ سے مشتق ہے جس کے معنی ابن منظور نے یوں بیان کیے ہیں:

"بَلَغَ الشیی یبلغ بلو غاو بلاغا و صل و انتھی"۔[1] بلغ کے معنی ملنے اور پہنچنے کے ہیں۔

ذرائع ابلاغ سے مراد وہ تمام ذرائع ہیں جن کی مدد سے کوئی اپنی بات دوسروں تک پہنچا سکے۔ عموماً میڈیا کی دو اقسام سے بحث کی جاتی ہے جن میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا شامل ہیں لیکن آج کل الیکٹرانک میڈیا کی ذیلی اقسام میں سے سب سے زیادہ استعمال ہونے والی قسم سوشل میڈیا ہے جس کی بدولت معاشرے اور نوجوانوں کے مسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے لہٰذا ان تینوں اقسام کا تعارف اور اثرات بتانے انتہائی ضروری ہیں۔ میڈیا کو درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ پرنٹ میڈیا (Print Media)

2۔ الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media)

3۔ سوشل میڈیا (Social Media)

1۔ پرنٹ میڈیا (Print Media)

پرنٹ میڈیا میں اخبار رسالے، کتابیں، پمفلٹ، بینرز اور وہ تمام اشیاء شامل ہیں جو طباعت شدہ یا چھپی ہوئی ہوں۔ پرنٹ میڈیا ذرائع ابلاغ کی قدیم ترین شکل ہے۔ اس کی ابتداء الہامی صحائف سے ہوتی ہے۔ اسی طرح اخبارات ورسائل کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے جب سے پرنٹنگ پریس کی ابتداء ہوئی۔

2۔ الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media)

الیکٹرانک میڈیا میں وہ تمام ذرائع شامل ہیں جن میں بات کو پہچانے کے لیے برقی توانائی کی ضرورت ہو مثلاً ٹیلی ویژن، ریڈیو، انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ۔ موجودہ دور میں ٹیلی ویژن اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے جبکہ انٹرنیٹ الیکٹرانک میڈیا کا مشہور و مقبول پہلو ہے۔

3۔ سوشل میڈیا (Social Media)

سوشل میڈیا کا لفظ جب سماعت میں پڑتا ہے تو پہلی چیز جو ذہن کے پردوں پر ابھرتی ہے وہ فیس بک ہے۔ گو کہ سماجی میڈیا میں صرف فیس بک ہی نہیں ٹوئیٹر، یوٹیوب، گوگل پلس، انسٹاگرام اور اس جیسی اور ویب سائٹس بھی شامل ہیں۔ سوشل میڈیا کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے جس کی بڑی وجہ عوام کا سوشل میڈیا سے منسلک ہونا ہے جو کہ لوگوں کو اظہار خیال، تصویر اور ویڈیوز شیئر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

نفسیاتی تسکین کے ناجائز ذرائع

Illegal Sources of Psychological Satisfaction

نفسیاتی تسکین کے ناجائز ذرائع کی فہرست تو کافی طویل ہے۔ ذیل میں ان میں سے کچھ کی نشاندہی کروں گی۔

فیشن پرستی اور غیر اسلامی لباس

مذکورہ بالا ذرائع ابلاغ کی آمد نے ہر گھر کے افراد کی اعتقادی، ایمانی اور اخلاق اقدار کی تباہی کے ساتھ ساتھ لڑکے اور لڑکیوں کے لباس اور پہننے کا ڈھنگ بدل گیا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے مرد وزن کے لیے جو ستر و حجاب کے احکامات بیان کئے ہیں ٹی وی پر ستر و حجاب کی دھجیاں بکھیر دی جاتی ہیں۔ ڈراموں اور ٹاک شوز میں اداکاروں کے فیشن اور طوار دیکھ

کرہزاروں گھروں کی پاکدامن خواتین ایسے کام کر بیٹھتی ہیں جو کہ شرعاً حرام ہوتے ہیں مثلاً چہرے کے بال اکھیڑنا، بھنویں

پہننا وغیرہ ۔یعنی آج کل ٹی وی پر وگرامز لوگوں کو بے حیاء بننے کا درس دے رہے ہیں ۔ جب انسان کی حیاء ختم ہو جاتی ہے تو اس کا ایمان بھی برباد ہو جاتا ہے۔ارشادی نبوی ﷺ ہے:

"اذالم تستحيى فافعل ماشئت"

"جب تو حیا نہ کر تو جو چاہے کر"[2]

ماضی میں پاکستانی نیوز اینکرز سر پر دوپٹہ لے کر خبر نامہ پڑھتی تھیں مگر اب دوپٹے کو غریبی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب میڈیا اور مغربی اثرات کی وجہ سے ممکن ہوا ہے جس کی وجہ سے آج عام گھرانے کی لڑکی سر پر دوپٹہ رکھنے کو حقیر سمجھتی ہے اور دوپٹہ اتارنے میں فخر محسوس کرتی ہے اور باپ، بھائی خاموش تماشائی بن کر دیکھتے رہتے ہیں۔

لباس کے چند ضروری اور بنیادی اصول

قرآن وسنت سے لباس کے جو بنیادی اصول ملتے ہیں وہ لباس کی شرعی حدود میں ان سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

ارشاد الٰہی ہے:

’’يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ‘‘[3]

’’اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری پردہ داریوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس اس سے بڑھ کر ہے‘‘

اس آیت مبارکہ میں جو اصول بیان کئے گئے ہیں ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

لباس کے بنیادی اصول

1. لباس کا پہلا اصول یہ ہے کہ خواتین کا لباس اتنا چھوٹا، باریک یا تنگ نہ ہو کہ ان کے جسم کی بناوٹ اور وہ اعضاء ظاہر ہو جائیں۔ جنہیں چھپانا واجب ہے بلکہ لباس ایسا ہونا ضروری ہے جس سے مکمل طور پر ستر پوشی ہو لباس کا بنیادی مقصد ستر پوشی ہے اور یہ خواتین میں سر سے لے کر پاؤں تک ہے جس کو چھپانا ہر حال میں ضروری ہے اس لیے عورت کے لیے سر سے لے کر پاؤں تک کا حصہ ایسے کپڑے سے چھپانا ضروری ہے جو اتنا موٹا ہو کہ اندر سے جسم نہ جھلکے اور اتنا ڈھیلا ہو کہ اندر کے اعضاء کو نمایاں نہ ہونے دے۔ اس لئے مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ایسے کپڑے سے چھپانا ضروری ہے جو اتنا موٹا ہو کہ اندر سے جسم نہ جھلکے اور اتنا ڈھیلا ہو کہ اندر کے اعضاء کو نمایاں نہ

کرے لیکن موجودہ دور میں مردوں اور عورتوں کے ایسے لباس عام استعمال میں آچکے ہیں جس سے لباس کا اصل مقصد ختم ہو گیا ہے۔

2. لباس ایسا ہونا چاہیے جسکو دیکھ کر خوشگوار احساس ہو یا بد ہیت اور بے ڈھنگا لباس نہ ہو جس کو دیکھ کر دوسروں کو نفرت ہو۔ لباس کا مقصد آسائش، آرائش اور دکھاوا نہ ہو کہ ہم بڑی دولت والے ہیں اور بڑے پیسے والے ہیں اس سے دوسروں پر رعب جمانا مقصود نہ ہو۔ نمائش کی خاطر لباس پہننا منع ہے آج کل عورتیں اس بیماری میں کافی آگے بڑھ چکی ہیں اس لیے عورتیں سختی سے ان باتوں سے اجتناب کریں۔

3. لباس کے بارے میں تیسرا ابنیادی اصول "تشبہ" سے بچنا ہے یعنی ایسا لباس پہننا جس کو پہن کر انسان کسی قوم کا فرد نظر ائے اور اس مقصد سے لباس پہنے کہ میں ان جیسا ہو جاؤں۔ اس کو شریعت میں "تشبہ" کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کسی غیر مسلم قوم کی نقالی کی نیت سے لباس پہننا۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"من تشبیہ بقوم فھو منھم"

"جو کسی قوم کے ساتھ تشبیہ اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے"[4]

جدید فیشنی لباس اور ان کا شرعی حکم

آج کل خواتین ایسے لباس استعمال کر رہی ہیں جو یا تو مردانہ طرز کا ہوتا یا اتنا باریک اور فٹنگ میں ہوتا ہے جو ان کی جسمانی ساخت کو چھپانے اور پردے کے لیے ناکافی ہے۔ اگر مشرقی لباس پہنتی ہیں تو اس میں بھی مردانہ طرز اختیار کر لیتی ہیں مردوں کی طرح جینز اور پینٹ شرٹ پہننے کا رواج عام ہو رہا ہے۔ اس میں انگریز قوم اور مردوں کے لباس کے ساتھ ساتھ عریانی بھی ہے لہذا جینز اور پینٹ شرٹ کے ساتھ ساتھ دیگر تمام مردانہ طرز کے لباسوں سے اجتناب ضروری ہے۔

شرعی حکم: اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین ایسا کوئی اقدام نہ کریں کہ لوگوں میں جنسی طور پر رغبت پیدا ہو جیسے چھن چھن کرتے ہوئے پائل کے ساتھ مردوں کی محفلوں سے گزرنا، لگاوٹ بھری باتیں کرنا، متوجہ کرنے والی خوشبو لگانا اور نامناسب لباس پہننا وغیرہ۔

حدیث مبارکہ ہے:

"عن ابی ھریرہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من اھل النار لم ارھما، قوم معھم سیاط کاذناب البقر یضربون بھا الناس ونساء کاسیات عاریات ممیلدت، مائلات، روسھن کاسنمۃ البخت المائلۃ، لایدخلن الجنۃ و لا یجدن ریحھا، وان ریھا لیوجہ من مسیرۃ کذا وکذا"

"جہنم میں ایک قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں وہ سیدھے راستے سے بہکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی ہیں اور ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پا سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے"[5]

لباس سے متعلق جدید علم نفسیات

دور حاضر میں لوگوں کا مزاج ایسا بن گیا ہے کہ ان کے لیے اپنی پسند یا ناپسند کا کوئی معیار نہیں بس جو فیشن چل نکلا وہ پسند ہے اور جو فیشن سے باہر ہو گیا وہ ناپسند ہے۔ درحقیقت ان باتوں کے پیچھے نمائش کا جذبہ ہوتا ہے جو کہ نہ صرف گھر والوں کے لیے مسائل کا باعث بنتا ہے بلکہ شرعاً ممنوع ہے۔ ماہرین نفسیات نے اسے باقاعدہ ایک نفسیاتی بیماری قرار دیا ہے جس میں مریض ہر وقت تفکرات کا شکار رہتا ہے اسے احساس کمتری کی ایک بگڑی ہوئی شکل بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ فیشن زدہ لوگ فیشن کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے آرام و سکون کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لڑکیوں کو چست لباس بہت زیادہ پسند ہیں لیکن صحت کے اعتبار سے اس میں خرابیاں ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ مردوں اور عورتوں کے بہت سے ملبوسات میں نائلون کی آمیزش ہوتی ہے لہٰذا ایسے ملبوسات سے سرایت کر لینے والی الرجی پیدا ہوتی ہے جلد پر جراثیم کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ مستقل تنگ لباس کا استعمال دوران خون میں بھی رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ تنگ ٹائی اور کالر گردن میں تناؤ پیدا کرتے ہیں اس کے استعمال سے گردن کمر اور کندھوں میں مستقل درد ٹھہر جاتا ہے۔ لباس انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس لیے لباس کو ہمیشہ صحت افزاء، اخلاقی اقدار کا پاسدار اور شرعی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ احکامات الٰہی پر عمل کرنے میں ہی ہماری دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔

مخلوط محافل اور میوزک پارٹیز

میوزک اور گانا بجانا دور حاضر کی نسلوں کے رگ و ریشے میں رچ بس چکا ہے۔ کوئی گھر، دکان، آفس، گلی، بازار، بس بلکہ کوئی کان بھی اس آواز سے محفوظ نہیں رہا یہاں تک کہ موبائل فون کی گھنٹی سے مسجدوں میں بھی شیطانی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور میڈیا کے ذریعے پیش کیے جانے والے اکثر دینی پروگرام بھی میوزک کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گناہ کبیرہ کی قباحت کا تصور ہی ختم ہو چکا ہے یا شاید یہ زندگی کا اہم حصہ بن چکا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ''[6]

''اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے''

جب دل مطمئن ہو تو روح خوش رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے نہ کہ موسیقی کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے لہذا آج کل جہاں دیکھو نوجوان لڑکے لڑکیاں ائیر فون لگائے میوزک سنتے نظر آرہے ہوتے ہیں گویا کہ وہ اس قبیح قول پر عمل کرتے نظر آرہے ہوتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"ليكونن من امتى اقوام يستحلون الحر والحرير والخمرو المعارف ويمسخ آخرين قردة وخنازير الى يوم القيامة"[7]

"میری امت میں ایسے لوگ بھی آئیں گے جو زناء، ریشم، شراب اور موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔ اللہ ان میں سے کچھ لوگوں کو بندر اور سور بنادے گا وہ قیامت تک اسی طرح رہیں گے"۔

وہ مسلمان جنہیں اپنی آخرت کی فکر ہے ان کے لیے ضروری ہے کہ اس جرم عظیم کی حقیقت قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم کریں اور اپنے آپ کو اس عظیم گناہ سے بچائیں۔ قرآن کریم میں میوزک کی مذمت میں درج ذیل آیت پیش کی گئی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ"[8]

"بعض لوگ ایسے ہیں جو فضول باتوں کو خرید لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن لے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے"

یہاں لھوالحدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گانا بجانے کے آلات اور اس کا سننا وغیرہ شرعاً حرام ہیں پھر ان پر رقص و سرور کی مخلوط محفلیں قائم کرنا جو انسانی جذبات کو بھڑکانے اور انہیں گناہ کی طرف مائل کرنے کا بھرپور سامان ہیں قطعاً درست نہیں ہیں لیکن آج یہ سب ہمارے مسلم معاشرے کا حصہ بن چکا ہے۔

"آج پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ڈسکوز، کلب اور بار کھل رہے ہیں "میوزک ہالز" ضرورت بنتے چلے جارہے ہیں، مجرے اور ڈانس فیشن بن چکا ہے، رقص و سرور کی محفلیں ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ آپ کے لیے شاید یہ بات حیران کن ہو کہ آج پاکستان میں عملاً شراب پر پابندی ختم ہو چکی ہے۔ پاکستان کے ہوٹلز میں باقاعدہ میوزک ہالز، جم بار اور سوئمنگ پول بن چکے ہیں۔ آپ جائیں، کھانا کھائیں، میوزک سنیں، شراب پئیں، مخلوط ڈانس میں حصہ لیں شرکت کریں اور گھر آجائیں۔"[9]

پاکستان کے آئین کو اگر دیکھا جائے تو اس میں سب سے پہلا نقطہ یہ ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ اللہ کی ذات ہے اور پاکستان میں جو بھی قانون ہو گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات مطابق ہو گا تو کیسے اس شیطانی کام کو مسلمان اپنا کلچر کہہ سکتے ہیں؟ ہمارے آباؤاجداد نے پاکستان بنانے کی جدوجہد زمین کا ایک ٹکڑا لینے کے لئے نہیں کی بلکہ ایک ایسا ملک یا خطہ لینے کا سوچا جس میں ہم مسلمان اسلام کے سنہرے اصولوں کے مطابق قرآن و سنت پہ عمل کرتے ہوئے سکون سے زندگی گزار سکیں۔ خود بانی وطن نے کہا:

> "مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرزِ حکومت کیا ہو گا؟ پاکستان کے طرزِ حکومت کا تعین کرنے والا مَیں کون ہوتا ہوں؟ مسلمانوں کا طرز حکومت تو آج سے 1300 سال قبل وضاحت سے قرآن کریم نے بیان کر دیا۔ الحمد اللہ قرآن مجید ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے اور قیامت تک رہے گا"۔[10]

فحاشی پر مبنی وڈیوز اور ڈرامے

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے رشتے میں ایک عمومی حرمت قائم کی ہے یعنی عورت اور مرد کے آزادانہ جنسی اختلاط پر پابندی لگائی ہے۔ اس پابندی کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسی سوسائٹی قائم ہو جس کی بنیاد آزادانہ جنسی تعلق کے بجائے نکاح کے اصول پر ہو تا کہ ایک مضبوط خاندانی نظام کو فروغ دیا جاسکے۔ اس پابندی کا دوسرا مقصد انسان کو آزمانا ہے کہ کون اپنے نفس کے منہ زور تقاضوں کو لگام دے کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی اختیار کرتا ہے اور کون اپنے نفس کو آلودہ کرکے اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔

فحش وڈیوز پورنو گرافی (Pornography) کے معاشرے اور صحت پر اثرات

- فحش مواد ہمارے معاشرے اور صحت پر مندرجہ ذیل اثرات مرتب کر رہا ہے:
- جنسی تشدد کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔
- زنا بالجبر کے کیسز بڑھتے جا رہے ہیں۔
- (Sexual Harassment) یعنی خواتین اور بچوں کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کے واقعات معمول کا حصہ بن چکے ہیں۔
- اسلامی اخلاقیات و اقدار کی پامالی۔
- بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی (Child Abuse) کے واقعات میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔
- جنسی بے راہ روی کی وجہ سے طلاق کی شرح میں اضافہ۔
- جنسی مواد دیکھنے کی وجہ سے نفسیاتی امراض کی شرح میں اضافہ۔

بچوں سے جنسی زیادتی کی رپورٹ (Child Abuse Report)

اس وقت پاکستان کے شہري علاقے ہوں یا دیہی علاقے بے راہ روی عروج پر ہے۔ زینب کیس تو چاول کا ایک دانہ ہے کم عمر بچوں اور بچیوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور بدترین ظلم و تشدد کے ساتھ ساتھ ان کی ہلاکت کے پے درپے واقعات سامنے آرہے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کوئی واقعہ رپورٹ نہ ہوتا ہو۔

“The number of child sexual abuse cases reported in Pakistan everyday shot up in first half of 2020, child protection NGO Sahil indicated in its latest report. More than six kids on average were subjected to sexual abuse in the period in Pakistan, Sahil said in its six-month "Cruel Number" report released Thursday. The NGO said most of the cases were in Punjab — at 57%. Of the rest, 32% were reported in Sindh and 6% in Khyber Pakhtunkhwa. It further noted that more than 35 cases were reported in Islamabad, 22 in Baluchistan, 10 in Azad Jammu and Kashmir, and one in Gilgit-Baltistan. Out of the total reported cases, 62% were from rural areas and 38% reported from urban areas”.[11]

بچوں سے زیادتی کو دنیا بھر میں اہم مسئلہ مانا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت سمیت ترقی پذیر ممالک کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ خطوں میں بھی بچے مکمل طور پر محفوظ نہیں ہیں۔ جسم فروشی ایک ایسا ناسور ہے جو غربت کے شکار علاقوں میں بچوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ بچوں کا بہت بڑی تعداد میں لاوارث ہونا ہے جنہیں سٹریٹ چائلڈ کہتے ہیں بہت سے بچے دوسرے بچوں کے لیے عصمت فروشی کی ترغیب کی وجہ بن جاتے ہیں۔

"غیر سرکاری سطح پر کام کرنے والی تنظیم ’ساحل‘ کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے بی بی سی نے لکھا ہے کہ پاکستان میں سال 2017ء کے پہلے چھے ماہ کے دوران بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے 768 واقعات پیش آئے، جن میں سے 68 ضلع قصور سے رپورٹ ہوئے۔ اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ اخباروں سے حاصل ہونے والے اعداد و شمار سے پتا چلا کہ جنوری 2017ء سے جون 2017ء کے دوران بچوں کے ساتھ زیادتی اور تشدد کے سب سے زیادہ واقعات صوبہ پنجاب میں پیش آئے۔ ضلع قصور جو 2015ء میں ویڈیو اسکینڈل کی وجہ سے خبروں میں رہا، وہاں 2016ء میں بچوں کے ساتھ زیادتی اور تشدد کے کُل 141 کیسز میں سے 99 جنسی تشدد اور ریپ اور پھر قتل کیے جانے کے تھے۔ بچوں سے زیادتی کرنے والوں کی نفسیات کے حوالے سے بہت کچھ لکھا گیا ہے امریکہ کی دی نیویارک سوسائٹی فار چائلڈ ابیوز کی ڈائریکٹر اور ڈائریکٹر ہیلتھ اینڈ مینٹل ہائی جین ڈاکٹر میری ایل کہتی ہیں کہ بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے والوں کی نفسیات کو حتمی طور پر بیان کرنا مشکل ہے، ایک جنسی حملہ اور کسی بھی وجہ سے متحرک ہو سکتا ہے، اس کی بایولوجیکل وجوہات بھی ہوتی ہے، حملہ آور کی نفسیات منتشر ہوتی ہے اسے بچوں کے چہرے متوجہ کرتے ہیں ڈاکٹر میری ایل مزید بتاتی ہیں کہ جنسی حملے کا شکار بھی کسی دوسرے بچے کو شکار بنا سکتا ہے اور پورن ویڈیوز دیکھنا بھی اس جانب متوجہ کر سکتا ہے وہ دیگر وجوہات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ نشے کا شکار افراد، معاشرے کے دھتکارے ہوئے لوگ انتقاماً اس چیز میں ملوث ہو سکتے ہیں، لیکن ان سب چیزوں کے باوجود آپ کسی ایک بھی وجہ کو اہم یا بنیادی وجہ نہیں کہہ سکتے"۔[12]

سوشل میڈیا اور نفسیاتی عوارض

سوشل میڈیا سے نوجوان ذہنی دباؤ اور نفسیاتی عوارض کا شکار ہو رہے ہیں۔ میڈیا نوجوانوں میں احساس کمتری، ذہنی انتشار اور نفسیاتی عوارض کا سبب بن رہا ہے۔ ریسرچ کے مطابق سوشل میڈیا ایک نشہ بن چکا ہے خاص طور پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس نشے کی عادی ہوتی جا رہی ہیں۔ گھر کے ہر فرد کا علیحدہ علیحدہ موبائل ہونے کی وجہ سے ہر شخص سوشل میڈیا سے منسلک رہتا ہے اس بگاڑ کی وجہ سے معاشرے میں منفی اثرات جنم لے رہے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سوشل میڈیا کا نشہ سگریٹ اور شراب سے زیادہ ہے۔ یہ نشہ نوجوانوں کی زندگی میں سرایت کر گیا ہے۔ ذہنی صحت کے لیے بدترین سوشل میڈیا انسٹاگرام اور اسنیپ چیٹ ہیں کیونکہ ان دونوں پلیٹ فارمز میں تصویروں پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے نوجوان احساس کمتری، تفاخر اور ذہنی انتشار جیسے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ ماہرین نفسیات کی تحقیق کے مطابق نوجوانوں کی ذہنی صحت پر سوشل میڈیا کے اثرات جانچنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ نوجوان ذہنی پریشانی، ذہنی دباؤ، نیند کی کمی یا احساس کمتری میں مبتلا تھے اس کے علاوہ یہ معاشرتی طور پر الگ تھلگ اور اکیلے پن کا شکار تھے۔ اس تحقیق کا مقصد سوشل میڈیا نیٹ ورکنگ کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ہے اور ایسے حالات سے بچنا ہے جو نوجوانوں کو سوشل میڈیا سائیکوسس[13] (Social Media Psychosis) کی جانب لے جاتے ہیں۔

معاشرے میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کے اسباب

ہمارے معاشرے میں خصوصاً نوجوانوں میں طلاق کی شرح میں ناقابل یقین حد تک اضافہ ہو رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپنے معاشرے کو مؤثر خاندانی نظام مہیا نہیں کر سکتے جو کہ ایک فلاحی معاشرے کی بنیاد ہے۔ نپولین کا قول ہے کہ آپ مجھے اچھی مائیں دیں میں آپ کو بہترین قوم دوں گا۔ اگر ہم پاکستان میں طلاق کے اعداد و شمار پر نظر ڈالیں تو بدقسمتی سے پاکستان میں طلاق کے اعداد و شمار انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ افسوس اس پر ہے کہ اعلیٰ اسلامی اقدار آہستہ آہستہ ہمارے معاشرے سے ختم ہو رہی ہیں اور ان کی جگہ مغربی آزاد خیال سوچوں نے لے لی ہے جس کے نتیجے میں برداشت، احترام اور عزت نفس کا خاتمہ ہو رہا ہے اور خلع و طلاق کے رجحان میں خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ ذیل میں طلاق کے ان بنیادی اسباب کا جائزہ پیش ہے جن کی وجہ سے طلاق کے رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

1. طلاق کے رجحان میں سب سے زیادہ تیزی الیکٹرانک میڈیا، کیبل، انٹرنیٹ اور موبائل کی وجہ سے آئی ہے۔ اگر ہم جائزہ لیں تو الیکٹرانک میڈیا نے ہمیں مذہب تاریخ اور مثبت سرگرمیوں سے دور کر دیا ہے۔ آج کل ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ اثر غیر مثبت، فتنہ خیز اور منفی میڈیا کا ہے میڈیا ذہن سازی کا کام کرتا ہے۔ انڈین گانے، فلمیں جن میں اخلاق سے گرے ہوئے مناظر دکھائے جاتے ہیں اس کے نتائج ہماری آئندہ نسلوں پر اثرانداز ہو رہے ہیں۔ جس معاشرے میں بیٹا بیٹی، بہن بھائی، ماں باپ اور خاندان کے دوسرے افراد ڈراموں اور فلموں میں کنوارے اور شادی شدہ لڑکے لڑکیوں کے گھر سے بھاگنے، عدالتوں میں اپنی مرضی سے شادی کرنے، فیشن کے نام پر عریاں لباس زیب تن کئے ماڈلز کو دیکھا اور پسند کیا جائے تو ایسے معاشرے میں طلاق کو معیوب فعل نہیں سمجھا جاتا۔ سوشل میڈیا کے غلط اور بے جا استعمال سے کئی گھر اجڑ چکے ہیں۔

2. ایک وجہ جو طلاق کی شرح میں اضافے کا باعث بن رہی ہے وہ غربت اور بے روزگاری ہے اس کی وجہ سے انسانی نفسیات پر بہت برا اثر ہوتا ہے انسان ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے جس کے باعث گھروں میں تلخ کلامی اور جھگڑے معمول بن جاتے ہیں ایسی صورت میں مرد عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے اور غربت کے باعث نان و نفقہ دینے میں ناکام رہتا ہے۔ دوسری طرف نوجوان لڑکیاں جو کہ اپنے خوابوں کو چکنا چور ہوتا دیکھ کر بغاوت پر اتر آتی ہیں اور نوبت طلاق تک آجاتی ہے۔

3. طلاق کی ایک اہم وجہ دینی تعلیمات سے دوری ہے اگر معاشرہ دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہو اور شریعت کو اپنے سامنے رکھے تو طلاق کے رجحان میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں عورت کی ذمہ داری گھر سنبھالنا ہے اور مرد اس ذمہ داری کو اس کا فرض سمجھتے ہیں لیکن اکثر مرد ان کے حقوق سے غافل رہتے ہیں جب عورتیں اپنے حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں تو مرد اپنے رویے خراب کرنے کے ساتھ ساتھ لڑائی جھگڑے شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ایسی صورتحال میں مرد کو اپنے اندر سے انا پرستی اور ہٹ دھرمی نکال دینی چاہیے لہذا انا اور ہٹ دھرمی پر قائم رہنے سے گھر کے ماحول میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔

طلاق کا نفسیاتی جائزہ

عصر حاضر میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح میں جہاں میڈیا، معاشرہ اور دونوں فریقین کا کردار ہے وہیں نفسیاتی تجزیہ بھی انتہائی اہم ہے۔ روایتی طور سے عورت پر ہی طلاق کا تمام ملبہ ڈالنے کا رجحان عام ہے۔ زیادہ سوچ لیا جائے تو مرد کے مظالم بیان کر کے دلوں کو بہلا وا دیا جا سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ طلاق کی بہت سی نفسیاتی وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں سے چند اہم اسباب بیان کروں گی۔

- والدین کا اپنی اولاد خاص طور بیٹی کی ازدواجی زندگی پر تربیت نہ کرنا ہے انہیں ذہنی طور پر شادی کے لیے تیار نہیں کیا جاتا۔ اس ٹاپک پر سوال و جواب کو شرم و حیا کے متصادم سمجھا جاتا ہے یا دوسری طرف انہیں انتہائی سمجھدار سمجھ کر اس موضوع پر بات نہیں کی جاتی اور نہ ہی انکی ذہن سازی کی جاتی ہے۔
- غیر محسوس نفسیاتی بیماریاں کس طرح گھر کو توڑتی ہیں یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں شادیاں اکثر خاندان میں ہی ہوتی ہیں جہاں لڑکا اور لڑکی دونوں کے حالات، نفسیاتی عوارض اور مزاج کا مکمل اندازہ ہوتا ہے لیکن جہاں شادی خاندان سے باہر ہوئی ہے وہاں بعض اوقات مسائل پیدا ہو جاتے اور یہ مسائل مرد اور عورت دونوں میں ہوتے ہیں بدقسمتی یہ ہے کہ دونوں طرف سے مسائل چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے وہ نہ تو ظاہر کرتے ہیں نہ علاج کرواتے ہیں حالانکہ ماہرین نفسیات کے مطابق یہ بالکل غلط نظریہ ہے شادی کے بعد بعض مسائل مزید بڑھ جاتے ہیں اس طرح گھر بسنے کی بجائے اجڑ جاتے ہیں مثلاً شک، بدگمانی، خود اعتمادی کی کمی یا شخصیت کی کچھ اور کجی گھر بسنے نہیں دیتی۔
- "لو میرج" ایک نفسیاتی احتیاج سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ ہمارے معاشرے میں اس قسم کی شادیاں خاص طور پر نوجوان نسل میں زیادہ ناکام ہو رہی ہیں۔ کیونکہ لڑکا نہ تو لڑکی کے اخلاق کو دیکھتا ہے نہ ہی کردار کو، نہ وہ اس کے خاندان کو دیکھتا نہ ہی اس کی نظر اپنے اسٹیٹس پر ہوتی ہے وہ اس وقت ایک خاص نفسیاتی کیفیت کا شکار ہوتا ہے۔ لہذا لو میرج کے نتیجے میں شادی ہوتی ہے اور محبت مل جانے کے چند دن بعد جب باقی پہلوؤں پر نظر پڑتی ہے تب مکمل اندھیرا ہوتا ہے ایسی صورت میں لڑکا یا

لڑکی اپنے والدین اور رشتہ داروں کی طرف دیکھتے ہیں مگر وہاں سے حمایت نہیں ملتی کیونکہ وہ پہلے ہی ان کی مخالفت مول لے چکے ہوتے ہیں۔ لہذا تنازعات شروع ہو جاتے ہیں۔ لڑکا لڑکی کو قصوروار ٹھہراتا ہے اور لڑکی لڑکے کو الزام دیتی ہے اور نتیجہ آخرکار طلاق کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس کا بہترین راستہ وہی ہے جو ہمارا دین اسلام بتاتا ہے۔

- جنسی مسائل طلاق کی وجہ بننے کا ایک اور سبب ہے اگرچہ ہمارے ہاں اس کی وجہ سے کم طلاقیں ہوتی ہیں۔ ماہرین نفسیات کے پاس عموماً ایسی خواتین آتی ہیں جن کے شوہر میں جنسی مسائل ہوتے ہیں اس کے باوجود وہ اپنے شوہر کے ساتھ ساری زندگی گزار دیتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ایسے کیسز کم ہیں البتہ یہ طلاق کا بہانہ ضرور بن سکتا ہے۔
- بانجھ پن بھی طلاق کا ایک اور سبب ہے اگر مسئلہ عورت میں ہو تو بعض مرد دوسری شادی کر کے پہلی کو طلاق دے دیتے ہیں اور اگر مسئلہ مرد میں ہو تو بعض مرد نفسیاتی ہو جاتے ہیں۔ عورت کو الزام دیتے ہیں احساس کمتری میں مبتلا ہو کر عورت کو طلاق دے دیتے ہیں۔

ان تمام نفسیاتی عوامل کے باعث گھر بسنے کی بجائے اجڑ رہے ہیں۔ اگر خاندان اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور اولاد کی صحیح خطوط پر تربیت کر دیں تو مثبت نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں۔

حاصل بحث

آجکل ہمارا واسطہ زندگی کے ایک ایسے دور سے ہے جو مادی لحاظ سے انتہائی ترقی یافتہ ہے جو سہولیات ماضی کے بڑے بڑے بادشاہوں اور بڑے بڑے سرمایہ داروں کو بھی نصیب نہ تھیں وہ آج کل ایک عام آدمی کو میسر ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ کئی الجھنوں، نفسیاتی بیماریوں اور معاشرتی مسائل میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق سماجی و معاشی مسائل ہی اکثر ذہنی بیماریوں اور نفسیاتی پیچیدگیوں کا سبب بنتے ہیں۔ معاشرے کا سکون سماجی رویہ کے مثبت کردار پر ہے جتنے رویے مثبت ہونگے معاشرہ اتنا ہی پر سکون ہو گا اور نفسیاتی مسائل سے چھٹکارا ملے گا۔ دراصل میڈیا بذات خود نہ ممدوح ہے نہ مذموم بلکہ اس کا استعمال اسے ممدوح یا مذموم بناتا ہے۔ اگر شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق اس کا استعمال کیا جائے تو یہ تعمیری مقاصد کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ عصر حاضر میں میڈیا کی اس ہلاکت خیزی کے آگے بند باندھنے کی ذمہ داری مسلم امہ کے نوجوانوں پر عائد ہوتی ہے وہ انسانیت کو بدامنی و بے چینی، قتل وغارت سے بچانے کی خاطر اس کا رخ درست کریں۔ منہج نبوی کو اساس اور بنیاد بناتے ہوئے اسلامی تعلیمات، روایات پر مبنی میڈیا تشکیل دیں جو اسلام کی حقانیت کو بھی ثابت کریں دعوت دین کا پرچار کریں اور انسانیت کے لیے اپنے آپ کو مسیحا کے طور پر پیش کریں۔ اسی میں انسانیت کی اصلاح و بقاء ہے۔ ہمارا دین جس نیک نفسی اور شرافت پر زور دیتا ہے آج کے مسلمان اتنا ہی الٹ چل رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے نہ صرف اہل ایمان خود غافل ہیں بلکہ یہ ان کی غفلت ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان اپنے مسائل کے حل سے کوسوں دور ہے۔ امت مسلمہ کی کامیابی اور تہذیبی چیلنجز کا حل اس امر میں ہے کہ نوجوان قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسول ﷺ پر مضبوطی سے عمل کریں اپنے ضابطہ حیات "دین اسلام" سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں، مادیت اور لذت پرستی پر مبنی لادین تہذیب کو رد کریں، اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کریں تو ذہنی اضطراب، انتشار اور بے چینی کا خاتمہ ہو گا۔

حوالہ جات

1ـ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۲/ ۱۴۴

2ـ بخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الادب، باب اذالم تستحی فاصنع ماشعت، دارالسلام ریاض، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث ۳۴۸۳:

3ـ الاعراف ۷:۲۶

4ـ ابو داوَد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ۲/ ۵۵۹

5ـ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۲۱۲۸

6ـ الرعد ۱۳:۲۸

7ـ البخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۵۵۹۰

8ـ لقمان ۳۱:۶

9ـ یاسر محمد خان، آگاہ کر چلے، مکتبہ ختم نبوت، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، ۲۰۰۸ء، ص ۳۳۰

10ـ آل انڈیا مسلم فیڈریشن ۱۵ نومبر ۱۹۴۲

11- Newspaper’s staff reporter, THE NEWS, September 11, 2020.

12ـ جسارت اخبار اردو، اے اے سید، "مغرب سے مشرق تک پھیلتا ہوا اخلاقی انحطاط"، ۱۰ فروری ۲۰۱۸

13ـ ایک بڑا ذہنی انتشار، ایک ذہنی مرض جو خود بخود ذہن میں ابھرتا ہے۔